رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

قادیان

انڈیا سے باہر پانچ روپیہ

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ۲۷ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ چار پانچ دن کیلئے پٹھانکوٹ کی طرف تشریف لے گئے۔ آج ۲۶ جنوری کو واپسی کی امید ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین حضور کی صحت نسبتاً اچھی ہے۔ الحمد للہ ٭

(۲) امسال مجلس مشاورت ۱۸-۱۹-۲۰ اپریل سنہ ۱۹۳۰ء کو منعقد ہوگی۔ چونکہ ۱۸ اپریل کا جمعہ ہے۔ اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد مجلس شروع ہو کر اتوار تک رہیگی۔ نیز احباب مطلع رہیں کہ نمائندگان کے متعلق ضروری ہے۔ کہ تمام احمدی انجمنیں جلد سے جلد اپنے اپنے نمائندگان کا انتخاب کر کے پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے پاس اطلاع بھیجدیں۔ اور یہ بھی واضح رہے۔ کہ صرف نمائندگان کی طرف سے ہی سوالات یا تجاویز مرکز میں بھجوائی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس ماہ کے آخیر تک نمائندوں کے ناموں کی اطلاع بھیجدیں۔ تاکہ بروقت سوالات اور تجاویز پہنچنے پر جوابات اور ایجنڈا تیار ہوسکے۔ اسطرف تمام جماعتیں خاص توجہ کریں۔ اور جلد از جلد اطلاع بھیجدیں۔ (۳) حکیم فضل الرحمن صاحب مبلغ افریقہ

فاروق کے متعلق یاددہانی

خاکسار ایڈیٹر فاروق نے بماہ دسمبر گذشتہ فاروق کے واسطے صرف پانسو جدید خریداران کی اپیل کی تھی۔ کہ احباب اگر کوشش فرمادیں۔ تو پانسو نئے خریدار اس سال فاروق کے عطا کر کے اس کی اشاعت ایک ہزار پوری کردیں۔ اس اپیل کا نتیجہ ابتک کچھ نہ ہوا۔ میں نے خیال کرلیا۔ کہ میری درخواست کی شنوائی نہیں ہوتی۔ آخر بحضور سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ عرض کی۔ حضور نے سالانہ جلسہ پر بیس ہزار کے قریب مجمع میں ۲۹ دسمبر کو احباب سے سفارش کی۔ کہ:-

"یہ اخبار فاروق اپنے مضامین کے لحاظ سے جماعت میں بے ضرورت نہیں۔ مجھے اکثر اس کے مضامین دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور میں ہمیشہ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ باوجود الفضل اور دوسرے اخبارات کے اسکی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے مسائل پر بحث ہوتی ہے۔ جو الفضل اور ان دوسرے جرائد میں جو انجمن کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ اس رنگ میں بحث نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے میں اسکی سفارش کرنے سے ہچکچاتا نہیں۔ پس میں دوستوں سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ہوسکے۔ اسکی خریداری بڑھائیں"

اس سفارش کے بعد میرا یقین تھا۔ کہ جلسہ پر ہی پانسو کیا اب تو ایک ہزار خریدار ہوجائیں گے۔ مگر احباب نے جلسہ سے فارغ ہوتے ہی روانگی کی ٹھہرائی۔ اور سوائے ۲۲ دوستوں کے اس سفارش کے بعد کسی نے فاروق کا خیال بھی نہیں کیا۔ جس کا مجھے افسوس تو ہوا۔ لیکن مایوسی نہیں ہوئی۔ اس لئے کہ میں نے سمجھ لیا کہ اپنے اپنے مقام پر پہنچکر احباب اس سفارش عظیم پر کاربند ہونگے۔ لیکن یہ خیال بھی کچھ خام ہی نظر آرہا ہے۔ بنابریں میں احباب کو اس سفارش کا واسطہ دیکر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ پانسو خریدار جلد سے جلد پورے کردیں۔ تاکہ حضرت صاحب کو میں اطلاع دے سکوں۔ کہ حضور کی سفارش سے فاروق کامیاب ہوگیا۔ ورنہ شکایت کرنے کا ہی موقعہ ملے گا۔ کیا مجھے اس سے زیادہ بھی کسی کوشش کی درخواست پیشکرنی ضروری ہے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی زبان مبارک سے فاروق کی سفارش فرمادی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ احباب ضرور اس طرف توجہ فرماکر پانسو خریدار جدید پورا کردینگے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

——— مسٹر لکھن لال ایڈوکیٹ کرنال نے "مسلم آؤٹ لک" کو چھ ہزار ہرجانہ کا نوٹس دیا ہے۔ کوئی ہتک آمیز مضمون چھاپا تھا۔

——— لنڈن کے بعض حلقوں کا خیال ہے۔ کہ گورنمنٹ انڈیا کو سول نافرمانی کو دبانے اور لیڈروں کو گرفتار کرنے کے کھلے اختیار دیئے گئے ہیں۔

——— رجعت پسند انگریز اہل الرائے کا خیال ہے۔ کہ کرنل رسل کی تقریر کو بس سائمن رپورٹ کا آئینہ سمجھ لیا جائے۔ کیا مطلب کہ ہندوستان کو درجہ نو آبادیات نہیں ملے گا۔

——— گورنمنٹ ہند کی سٹینڈنگ فنانس کمیٹی نے علیگڈھ کی مسلم یونیورسٹی کو مزید ۱۵½ لاکھ گرانٹ دینا منظور کیا۔

——— ولائیتی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ سائمن کمیشن کا کام ختم ہونے پر برٹش وزارت میں اہم تبدیلیاں ہونگی اور کمیشن کے دو ممبران وزارت میں لئے جائیں گے۔

——— بمبئی کے دیسی کپڑے کے کارخانوں کو پانچ سال میں ۱½ کروڑ کا گھاٹا ہوا۔ تعداد ۸۱ سے ۷۳ رہ گئی۔ جن میں سے ۴ کارخانے دیوالیہ قرار دیئے گئے ہیں۔

——— نوجوان بھارت سبھا امرتسر کے ایک جلسہ میں ولائیتی مال کے مکمل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔

——— وائسرائے دہلی سے بمبئی گئے۔ تو دہلی سے صرف ہوڈل تک لائن پر پانچ ہزار سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ جنہیں ۱۲ گھنٹے ڈیوٹی دینی پڑی۔

——— کانگرس کے حکم کی تعمیل میں کونسلوں اور اسمبلی سے ۱۰۰ ممبران تا حال مستعفی ہو چکے ہیں۔

——— پیغام جنگ کے نام سے جو ہفتہ وار اخبار لاہور سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس کے دو ہی پرچے نکلے۔ اور دونو ضبط کر لئے گئے۔

——— ملتان میں واٹر ورکس کے خلاف ہندو مسلمانوں نے مشترکہ جلوس نکالا۔

——— دہلی میں نظام حیدرآباد کا جو نیا محل کوئی بیس لاکھ کے خرچ سے بنا ہے۔ اس میں ۲۷ دیوان خانے اور ۱۰۱ خواب گاہیں ہیں۔

——— لارڈ برکن ہیڈ لارڈ برنٹ فورڈ اور سر مائیکل اڈوائر وغیرہ حکومت کو تشدد کا دور شروع کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ برنٹ فورڈ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ حکومت کرو یا چلے آؤ۔

——— نارتھ ویسٹرن ریلوے نے دوم۔ انٹر اور تھرڈ کلاس کے مسافروں کو اسباب کے فری الاؤنس میں حسب ذیل اضافہ کر دیا۔

درجہ دوم	تیس کی بجائے چالیس سیر
انٹر کلاس	بیس کی بجائے تیس سیر
تھرڈ کلاس	پندرہ کی بجائے پچیس سیر

——— پونا میں ایک پولیس مین کو تین ماہ قید سخت کی سزا اس جرم میں ہوئی ہے۔ کہ اس نے ایک لڑکے کو جو سکول سے آ رہا تھا چپت لگائی تھی۔

بٹالہ میں ظلم عظیم

بٹالہ میں ایک ہندو کلرک ڈاک خانہ نے اپنی "پتری" کو "پتنی" بنا کر چند ہی ماہ کی ریاضت سے ایک جیتا جاگتا بچہ پیدا کر دیا ہے۔ جب لوگوں نے پوچھا۔ کہ "یہ کیا حرکت"؟ تو آپ نے نہایت بے تکلفی سے جواب دے دیا۔ کہ میرے مذہب میں یہ جائز ہے۔ خواہ ساری دنیا خلاف ہو جائے۔ اور مجھے کیسی ہی مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں میں اپنے کئے پر کبھی پشیمان نہ ہوں گا۔ لوگ جوق در جوق اس جدت پسند اور نادرہ کار ہندو کے درشن کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اور پولیس کا پہرہ لگ گیا ہے۔ کہ مبادا نقض امن ہو جائے۔ اور لوگ بابو جی کی بیٹی۔ نہ توبہ بیوی کو لے بھاگیں۔ یا اس کے باپ نہیں نہیں شوہر کو زد و کوب کریں۔

ہمیں ان بابو جی کی اس حرکت سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ ان کا اپنا فعل ہے۔ اور ان کی بیوی اپنی بیٹی ہے۔ ہم تو صرف اس مسئلہ کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کہ اس نئی قسم کی "شادی" سے رشتوں کا عجیب و غریب ملغوبہ تیار ہوگا۔ مثلاً بابو جی اپنی بیٹی کے باپ بھی ہیں۔ اور شوہر بھی ہیں۔ بیٹی اپنے باپ کی پتری بھی ہے۔ اور پتنی بھی ہے۔ بابو جی کے دوسرے بچے جو ان کی زوجہ متوفیہ کے بطن سے ہیں۔ اپنی بہن کو بہن بھی کہیں گے۔ اور ماں کہکر بھی پکاریں گے۔ کیونکہ وہ ان کی سوتیلی ماں ہے۔ بابو جی کی موجودہ بیوی اپنی ماں کی بیٹی بھی ہے اور سوکن بھی ہے۔ جو بچہ حال ہی میں پیدا ہوا ہے۔ وہ اپنے باپ کا بیٹا بھی ہے اور نواسا بھی ہے بابو جی اس کے بچہ کے ابا بھی ہیں اور نانا بھی ہیں۔ اور ایک اور دلچسپ رشتہ سنئے۔ کہ بابو جی اپنے خسر بھی خود ہی ہیں اور اپنے داماد خود ہی ہیں۔ غرض جہاں تک غور کیجئے۔ عجیب و غریب رشتے نکلتے چلے آئیں گے۔ غرض بابو جی اپنے اس فعل پر ذرا بھی نادم نہیں ہیں "پرتاپ" کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ

"بظاہر یہ شخص بہت خوش و خورم نظر آتا تھا۔ اور ہر بات کا جواب دلیرانہ دے رہا تھا۔ اس نے یہ بھی کہا۔ کہ اس نے یہ فعل اپنے خیالات کے مطابق بالکل ٹھیک کیا ہے۔ اور اس کے نزدیک یہ کوئی اخلاقی جرم نہیں ہے۔ اور نہ سوسائٹی یا قانون کا اسے کوئی ڈر ہے کیونکہ وہ برہم گیانی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ جن اصولوں کے ماتحت اس نے یہ فعل کیا ہے۔ اس کو ہر انسان نہیں سمجھ سکتا"

کیا فرماتے ہیں۔ مفتیان دین ہنود اس معاملے میں۔ کہ آیا "برہم گیانی" بھی کوئی ہندو فرقہ ہے؟ کیا "برہم گیانیوں" کے ہاں اپنی بیٹی سے بھوگ کرنا جائز ہے؟ کیا برہما گیان انسان کو اسی منزل پر لے جاتا ہے؟ (انقلاب)

——— سردار کھڑک سنگھ جو محض نہرو رپورٹ کی بناء پر کانگرس کے سخت مخالف تھے۔ اس کے مسترد ہو جانے پر سیالکوٹ کانگرس کمیٹی کے ممبر بن گئے۔ آپ نے ۲۶ جنوری کو قومی جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کرنا اور قومی جلوس کی کمان کرنا بھی منظور کر لیا ہے۔

——— اسمبلی سے پولیس کو خارج کر کے صدر اسمبلی پٹیل نے ۲۰ جنوری کو اجلاس شروع ہوتے ہی کہا۔ کہ اسمبلی میں پولیس کی موجودگی میرے حکم کی جان بوجھ کر خلاف ورزی ہے۔ تمام گیلریاں خالی کر دی جائیں۔ مسٹر کریرار نے عرض کرنی چاہیئے۔ لیکن صدر کا حکم تھا۔ کہ پہلے گیلریاں خالی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۰ء

کلام الامام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خواب اور وحی اور کشف

(۱۷)

۱۰؍ مارچ ۱۹۰۵ء کو ایک صاحب نے عرض کی۔ کہ ایک عرصہ سے میرے دل میں خواہش ہے۔ کہ کشف کی حالت طاری ہو۔ اور اگرچہ میں اپنے علم کے رُو سے جانتا ہوں۔ کہ اس کا حاصل ہونا کوئی کمالات میں سے نہیں ہے۔ مگر تاہم اس کا خیال ہرگز دُور نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کچھ نصیحت فرماویں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

کہ اس کا تعلق مجاہدات اور ریاضات سے ہے۔ لیکن اب آپ کی عمر ان کی متحمل نظر نہیں آتی۔ عالم شباب میں ایسے مجاہدات اور ریاضات انسان کر سکتا ہے۔ جس سے اس پر یہ حالت جلد طاری ہو۔ پیرانہ سالی میں قوائے ضعیف ہو جاتے ہیں۔ معدہ کام کرنے سے رہ جاتا ہے۔ اس لئے مجاہدات میں استقامت حاصل نہیں ہوتی۔ آپ کے مناسب حال اگر کوئی مجاہدہ ہے۔ تو میری رائے میں یہ ہے۔ کہ خلوت کے درمیان ذکر الٰہی اور توجہ الی اللہ کی کثرت کریں۔ غیر اللہ کو قلب سے رفع کرنا اور اللہ تعالےٰ کو اس کا مسکن بنا لینا آسان بات نہیں۔ یہی بڑا مجاہدہ ہے۔ بے ہودہ مجلسوں اور قیل و قال سے الگ رہیئے۔ اور غفلت کے پردہ کو جو کہ انسان کی زندگی پر پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ پیرانہ سالی کے لحاظ سے یہ عمدہ مجاہدہ ہے۔ جس سے تزکیہ نفس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اب اس گھر میں نوافل اور روزے وغیرہ کی برداشت مشکل ہے۔ اصل مطلب میرا اس شعر میں خوب بیان ہے

لب بہ بند و گوش بند و چشم بند
گر نہ بینی نورِ حق بر ما بخند

کہ انسان اپنی زبان اور کانوں اور آنکھوں کو اپنے قابو میں ایسا کرے کہ سوائے رضائے حق کے اور ان سے کوئی فعل صادر نہ ہو۔ انسانی زندگی میں جو بے اعتدالی ہوتی ہے۔ اسے اعتدال پر لانا بڑا کام ہے۔ اب اس وقت یہی مناسب حال ہے۔ کہ خلوت بہت ہو۔ اور ذکر الٰہی سے قلب غافل نہ ہو۔ اگر انسان اس کی مداومت اختیار کرے۔ تو آخر کار قلب مؤثر ہو جاتا ہے۔ اور ایک تبدیلی انسان اپنے اندر دیکھتا ہے۔

کشف رؤیا کا اعلیٰ درجہ ہے

کشف کیا ہے۔ یہ رؤیا کا ایک اعلیٰ مقام اور مرتبہ ہے۔ اسکی ابتدائی حالت کہ جس میں غیبت حِس ہوتی ہے۔ صرف اس کو خواب یا رؤیا کہتے ہیں۔ جسم بالکل معطل بیکار ہوتا ہے۔ اور حواس کا ظاہری فعل بالکل ساکت ہوتا ہے۔ لیکن کشف میں دوسرے حواس کی غیبت نہیں ہوتی۔ بیداری کے عالم میں انسان وہ کچھ دیکھتا ہے۔ جو کہ وہ نیند کی حالت میں حواس کے معطل ہونے کے عالم میں دیکھتا تھا۔ کشف اسے کہتے ہیں۔ کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو۔ اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں۔ اور ایک ایسی ہوا چلے۔ کہ نئے حواس اسے مل جاویں۔ جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھ لے۔ وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں۔ کبھی بصر میں، کبھی شامہ (سونگھنے) میں، کبھی سمع میں شامل ہیں اس طرح جیسے کہ حضرت یوسف کے والد نے کہا۔ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون (کہ مجھے یوسف کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا) اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں۔ جو کہ یعقوبؑ کو اس وقت حاصل ہوئے۔ اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسف زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے۔ اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے۔ کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے۔ جو یعقوبؑ کو ملے۔ جیسے گُڑ سے شکر بنتی ہے۔ اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے اور دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں۔ ایسے ہی رؤیا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ اور جب وہ بہت صفائی پر آجاوے۔ تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔

کشف اور وحی میں فرق

لیکن وحی ایسی شے ہے جو کہ اس سے بدرجہا بڑھکر صاف ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے کیلئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ کشف تو ایک ہندو کو بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایک دہریہ بھی جو خدا کو نہ مانتا ہو۔ وہ بھی اس میں کچھ نہ کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن وحی سوائے مسلمان کے دوسرے کو نہیں ہو سکتی۔ یہ اسی امّت کا حصّہ ہے۔ کیونکہ کشف تو ایک فطرتی خاصہ انسان کا ہے۔ اور ریاضت سے یہ حاصل ہو سکتا ہے۔ خواہ کوئی کرے۔ کیونکہ فطرتی امر ہے۔ جیسے جیسے کوئی اس میں مشق اور محنت کریگا۔ ویسے ویسے اس پر اسکی حالتیں طاری ہونگی۔ اور ہر ایک کو رؤیا کا ہونا اس امر پر دلیل ہے۔ دیکھا ہوگا۔ کہ سچی خوابیں بعض فاسق و فاجر لوگوں کو بھی آجاتی ہیں۔ پس جیسے ان کو سچی خوابیں آتی ہیں۔ ویسے ہی زیادہ مشق سے کشف بھی ان کو ہو سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ حیوان بھی صاحب کشف ہو سکتا ہے۔ لیکن الہام یعنی وحی الٰہی ایسی شے ہے۔ کہ جب تک خدا سے پوری صلح نہ ہو۔ اور اسکی اطاعت کے لئے گردن نہ رکھ دی ہو۔ تب تک وہ کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ یہ اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ نزول وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو کہ خدا کی راہ میں مستقیم ہیں۔ اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ وحی ہی وہ شے ہے۔ کہ جس سے انا الموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک اور شبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے۔ اور بغیر جس کے مرتبہ یقین کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ صاحب کشف ایک دہریہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن صاحب وحی کبھی دہریہ نہیں ہوگا۔ (بدر ۱۴۔ مارچ ۱۹۰۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مشن

مسیح موسوی اور مسیح محمدی

علیہم السلام کی وفات میں مماثلت

قرآن مجید کے جاننے اور سمجھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی موت کے متعلق جس قدر اختلاف چلا آتا ہے۔ اس کا فیصلہ قرآن کریم نے صراحتاً فرما دیا۔ کہ وہ طبعی موت سے وفات پا گیا۔ قتل و صلیب سے نہیں مارا گیا۔ اس جگہ وفات مسیح کے بارہ میں ہم نے کچھ نہیں بیان کرنا۔ بلکہ یہود کے مندرجہ ذیل قول پر جو بطور دعویٰ بے دلیل کے ہے۔ ہم نے کہنا ہے۔ اور دعویٰ ان کا یہ تھا:۔

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۔ النساء ع

یعنی یہودیوں کی اس غلط گوئی کی وجہ سے کہ بے شک ہم نے عیسیٰ مسیح ابن مریم اللہ کے رسول کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ نہ تو انہوں نے اس کو مارا نہ سولی دیا۔ البتہ وہ مشابہ کیا گیا مصلوب و مقتول کے انکی نظروں میں جس سے خیال کر بیٹھے کہ ہم نے اس کو مار ڈالا۔ اور جو لوگ اس میں مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اس سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کو پاس کوئی یقینی علمی دلیل اپنے اس دعویٰ اِنَّا قَتَلْنَا کی نہیں ہے وہ تو نری اٹکل اور خیال کی پیروی کرتے ہیں۔ انھوں نے یقیناً اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کو تو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑا ہی عزت والا حکیم ہے:۔

یہود کا دعویٰ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ

اس آیت میں خدا نے بتلایا ہے۔ کہ یہودی جو دشمن مسیح تھے ان کا بڑے زور کے ساتھ مسیح کو مقتول و مصلوب کرنے کا دعویٰ تھا جس سے غرض ان کی مسیح کو معاذ اللہ جھوٹا نبی اور لعنتی قرار دینا تھا۔ ہم کو یہاں نہ تو یہ بحث کرنی ہے۔ کہ صلیب پر مسیح ہی لٹکایا گیا تھا۔ یا کوئی شبیہ و ہمشکل مسیح۔ نہ ہی یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ صلب کے معنے صلیب پر چڑھانے کے ہیں۔ یا صلیب پر مار دینے کے۔ جیسا کہ بعض علم و عقل سے خالی کہہ دیا کرتے ہیں کہ۔ صَلَبَ کے معنے صرف صلیب پر لٹکانے کے ہیں۔ اور مصلوب اس کو کہتے ہیں۔ جو صلیب پر لٹکایا جائے۔ خواہ وہ مر جائے یا زندہ رہے اُس کی موت بالصلیب کو مصلوبیت سے تعلق نہیں۔ سو ایسے نادان کا رد بھی ہم آج نہیں کرینگے ہمیں تو صرف مسیح موسوی اور مسیح محمدی کی وفات میں مشابہت دکھلانی ہے۔ اس لئے تمام ابحاث متعلقہ قتل و صلب سے قطع نظر کر کے ہم کہتے ہیں۔ کہ یہودی بنی اسرائیل مسیح کو صلیب کے ذریعہ قتل کر ڈالنے کے مدعی تھے۔ اور یہ دعویٰ ان کا بنص قرآنی محض خیالی و وہمی تھا نہ یقینی و علمی مگر تاہم وہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ ہی کہتے رہے۔ چونکہ حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام مسیح موعود نے براہین احمدیہ سے لیکر آخر دم حیات تک پر زور اور بابرکت الفاظ میں مسیح اسرائیلی کے مثیل ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ثابت کر دکھایا۔ اور ایک عالم نے آپ کو صادق راستباز خدا کا مرسل و مامور تسلیم کیا۔ اور آج کے دن تک کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے اس لئے ضروری تھا کہ اصیل و مثیل کا انجام بھی مشابہت و مماثلت رکھتا۔ جو آپ کی مماثلت تامہ و کاملہ بمسیح ابن مریم پر دال ہو کر مخالفین کی مشابہت و مماثلت یہود کی بھی دلیل بنتا۔ سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ کہ مسیح موسوی و مسیح محمدی کی موت میں بھی مشابہت واقع ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

مثیل یہود کا دعویٰ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ

کہ جب مسیح محمدی مثیل مسیح اسرائیلی علیہم السلام کی وفات حسب پیشگوئی پائی متعدد مشہور رسالہ البصیرۃ و اخبار الحکم و اخبار بدر و رسالہ تشحیذ الاذہان و ریویو آف ریلیجنز۔ عین اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق بعد تکمیل رسالت ہوئی تو مثیل یہود نے بھی اپنے اسلاف اصیل یہود کے نقش قدم پر چل کر بڑی شیخی کے ساتھ یہی جھوٹا دعویٰ اور کذب صریح "اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ" کر دیا اور خدا کی شان دیکھو کہ یہود کے قول کے ساتھ مطابقت کرنے کے لئے مثیل یہود نے علی الاعلان اشتہار دیئے۔ کہ مسیح موعود کو ہم نے قتل کر دیا جس سے اس کا جھوٹا مسیح ہونا ثابت کیا چونکہ اصیل یہود میں کسی ایک یا دو نے قتل مسیح کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ بلکہ بہت سے یہودیوں نے کہا تھا کہ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ جس سے ایک جماعت کا وجود ثابت ہے۔ کیونکہ لفظ اِنَّا بتا رہا ہے۔ کہ وہ ایک دو نہیں تھے۔ بلکہ بہت سے تھے۔ ایسا ہی یہاں بھی مثیل یہود میں سے صرف ایک شخص اس کا مدعی نہیں ہوا۔ دو سے زائد مدعی ہوئے اور ان کے معتقدین نے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اِنَّا کے مفہوم کو پورا کیا۔ چنانچہ دیکھو کہ ایک اشتہار خیر شاہ فقیر امرتسری نے دیا جس میں وہ لکھتا ہے۔ کہ میرزا کو جماعت علی شاہ نے مار ا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں "شاہ صاحب نے فرمایا۔ یہ کیا چیز ہے۔ خدا کی فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ کہ یہ چند روز کا مسافر ہے۔ یہ بات آپ نے کہی تو چھٹے روز کرشن جی مہاراج چلتے بنے۔ مگر اب حقہ دار غنیمت بھی کئی لوگ تیار ہوں گے ادھر مولوی ثناء اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہیں گے ہماری پیشگوئی پوری ہوئی۔ ادھر ڈاکٹر عبدالحکیم کہیں گے ہماری پیشگوئی پوری ہوئی۔ ادھر ایک راول کہیگا میرا فال بھی ابر نکلا۔ مگر میدان اس کے ہاتھ جس کے ہاتھ تلوار۔ ملخصاً مطبوعہ خادم پنجاب۔ امرتسر

اس اشتہار میں تو حضرت اقدس مسیح محمدی علیہ السلام کا قاتل جماعت علی شاہ کو بتایا گیا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں تلوار دی گئی ہے اس جلاد کے بعد چودھوی صدی کے یہودی امرتسری نے لکھا ہے۔ کہ مرزا نے میرے ساتھ مباہلہ کیا تھا۔ وہ مر گیا میں زندہ ہوں میرا مباہلہ اس کی موت کا ذریعہ ہوا۔ اور میں نے اسے قتل کیا۔ اس دوسرے جلاد کے بعد پٹیالوی کا نادجال لکھتا ہے۔ کہ میری پیشگوئی کے مطابق مرزا ہلاک ہوا۔ وہ جھوٹا تھا۔ پھر اس تیسرے جلاد کے بعد ایک دہلی کا شیعہ پیر اخبار میں شائع کرتا ہے۔ کہ میری پیشگوئی اس کے ہلاک کا باعث ہوئی۔ بس میں ہی اس کا قاتل ہوں۔ غزنوی خسر الدنیا والآخرۃ نے لکھا ہے۔ کہ میری بد دعا سے وہ مرا ہے۔ پھر تھانیسری راہب کہتا ہے۔ کہ میری ذات پر آفات اسکی قاتل ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس اور بھی دو تین قاتل مسیح بنتے ہیں۔ اور جلادوں میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کے یہ بیانات اور اشتہارات جو دوسرے اور ایک جماعت کے حکم میں ہو گئے ہیں۔ پورے طور پر ان کی مماثلت یہود کا ثبوت ہیں۔ اور اصل یہود کے دعوی انا قتلنا المسیح کے مطابق ان کا دعوی انا قتلنا المسیح ظاہر ہے۔ اور ایسا ہونا ضروری تھا۔ تاکہ مثیل مسیح و مثیل یہود کا الگ الگ وجود اس امت میں معلوم ہو جائے :۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ایسے طریق پر ہوتی جس سے کوئی یہودی صفت جماعت بالمقابل انا قتلنا المسیح کہنے والی نہ پائی جاتی تو ایک گونہ مماثلت فی الوفات میں ضرور کمی واقع ہوتی۔ مگر خدا نے ان کے وجود نامسعود سے ظاہر کر دیا کہ تمہارا دعوی انا قتلنا المسیح کرنا آخری مماثلت وفات المسیح کے لئے ضروری تھا جو الحمد للہ کہ تم نے پورا کر دیا :۔

ولکن شبہ لھم
وما قتلوہ یقیناً

جس طرح اصیل مسیح کی نسبت شبہ لھم کا واقع ہوا۔ کہ اصیل یہود نامسعود نے آپ کو واقعی کاذبانہ موت سے مرنے والا سمجھ لیا اور ان کو اشتباہ واقع ہو گیا کہ در اصل مسیح مقتول اور مصلوب ہو گیا۔ جس سے ان کا جھوٹا مدعی نبوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح مثیل یہود کو مثیل مسیح کی نسبت اشتباہ واقع ہوا اور شبہ لھم کا مفہوم ان کے لئے بھی خدا نے پورا کر دکھایا۔ اور مثیل یہود نے بھی مشتبہ حالت میں مثیل مسیح کو مقتول قرار دے کر وہی نتیجہ بتایا جو اصیل یہود نے بتایا تھا یہ تو ظاہر ہے۔ کہ قتل انبیاء مخالعین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زعم میں منافی نبوت نہیں۔ اگر نبی قتل ہو جاوے تو اس کی نبوت میں کوئی نقص نہیں آتا۔ مگر باوجود ایسے مسیح کے قتل کی نفی کی ضرورت قرآن کریم میں کیا تھی۔ بالغرض وہ صلیب کے ذریعہ قتل بھی ہو جاتا تو قتل بالصلیب سے مسیح علیہ السلام کی نبوت و صداقت میں عند اللہ کیا حرج واقع ہوتا؟ کچھ بھی نہیں! پھر بھلا ایسے قتل کی نفی کی ضرورت سمجھ میں نہیں آتی بجز اس کے کہ یا تو یہ دے قانون خداوندی ایسا مقرر ہو کہ قتل سے نبوت باطل ہوتی ہے۔ اور نبی صادق قتل نہیں کیا جاتا۔ جو قتل کیا جاوے وہ سچا نبی نہیں ہوتا۔ یا صلیب پر قتل ہونے سے نبوت باطل ہو جاتی ہے۔ اور مصلوب خدا کا نبی نہیں ہوتا۔ اگر یہ امر منافی نبوت و رسالت نہ تھے۔ تو پھر ایسے قتل کی نفی عیسیٰ ابن مریم سے کرنیکی ضرورت ہی کیا تھی۔؟

بلاشک یہی ضرورت تھی۔ کہ یہ دو امر منافی نبوت تھے۔ اور مقتول اور مصلوب کو بروے توریت جھوٹا نبی اور لعنتی قرار دیا جاتا تھا۔ بنابریں خدا نے ایسی موت کی نفی فرمائی۔ اور یہود ایسے قتل کے جس کا نتیجہ لعنت و کذب تھا مدعی بنے بعینہٖ مسیح محمدی کی وفات طبعی تو کوئی موجب کذب و منافی صداقت نہ تھی۔ مگر مباہلہ یا کسی مکذب کی پیشگوئی کی بناء پر اس کا وقوع ثابت ہونا منافی صداقت تھا۔ اسی لئے مثیل یہود نے یہ جھوٹے دعوے ظنی جن کی بنا محض تخیل پر تھی۔ نہ واقعات بالیقین پر کر دئے کہ مرزا صاحب کی موت ہمارے کسی مباہلہ یا پیشگوئی سے واقع ہوئی ہے۔ جو ان کی تکذیب کی دلیل ہے۔ اور اس دعوے کی بنا محض ظن یا تخیل پر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان جملہ مدعیان انا قتلنا المسیح کہنے والوں میں سے ایک بھی ایسا مرد میدان نہیں جو اپنے دعوے کے یقینی ہونے پر

اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کر دے کہ بلاشک میرے مباہلہ یا میری پیشگوئی کے مطابق مرزا صاحب کی موت ہوئی اور وہ یقیناً ان کے کاذب مدعی ہونے کی دلیل ہے

یٰعیسٰی انی متوفیک
ورافعک الیّ

مسیح ابن مریم کے لئے خدا نے فرمایا کہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ ایسا ہی مسیح موعود علیہ السلام کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کئی بار فرمایا یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وابرہیم جس سے ظاہر ہے۔ کہ علم الٰہی میں پہلے سے موجود تھا۔ کہ مثیل مسیح کی وفات پر بھی مثیل یہود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونکہ اِنَّا قَتَلْنَا کے نعرے مارتے ہوئے وہی نتیجہ نکل لیتے۔ جو اصل یہود نے نکالا تھا۔ لہٰذا پہلے ہی سے اِنِّیْ جَاعِلُکَ اِلَیَّ والی بشارت جو اصیل مسیحؑ کو عین واقعہ صلیب کے وقت دی گئی تھی مثیل مسیحؑ کو بعثت کی ابتدائی زمانہ میں دی گئی۔ وللہ الحمد ؛

حضرت مسیحؑ کی سیاحت فی الارض

لفظ مسیحؑ خود اس امر کا مؤید ہے کہ حضرت مسیحؑ نے بہ خلاف دیگر انبیا علیہ السلام کے ایسی سیاحت کی کہ جس کی وجہ سے مسیحؑ کہلائے اور وہ سیاحت کہیں دور دراز ممالک میں وقوع میں آئی۔ ورنہ اگر سیاحت سے وہی مراد ہے جو ارض مقدس کی حدود کے اندر ہوئی۔ تو اس امر کوئی بڑی سیاحت ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دیگر انبیاء کی سیاحت ان سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے چل کر کنعان میں آئے۔ اور دور دراز مقامات میں پھرتے رہے۔ اگر مسیحؑ لقب ہو سکتا تھا۔ تو حضرت موسیٰؑ کا ہو سکتا تھا جن کو مدت رسالت بھی بہت لمبی ملی تھی۔ بہ خلاف اس کے حضرت مسیحؑ کو بقول غیر احمدی علماء کی صرف ارض مقدسہ کے بہت تنگ اور محدود دائرہ کے اندر رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور نیز زمانہ نبوت کل تین یا ساڑھے تین سال تھا اس قلیل عرصہ میں انہوں نے کیا سیاحت کی ہو گی۔ لہٰذا چند شہادتیں حضرت مسیحؑ کی سیاحت فی الارض کے بارہ میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ حضرت مسیحؑ کو آسمان دوم یا چارم پر بٹھانے والے غور کریں۔ (۱) فرمایا حضرت غوث الثقلین نے تصوف کی بنیاد آٹھ چیزوں پر ہے (۱) حضرت اسحاقؑ کی سی رضا۔ (۲) حضرت ایوبؑ کا سا صبر (۳) حضرت ذکریاؑ کی مناجات و ندائے خفی (۵) حضرت یحییٰؑ کی غربت و تنہائی۔ (۶) حضرت موسیٰؑ کی سی خرقہ پوشی۔ (۷) حضرت عیسیٰؑ کی سی سیر و سیاحی کہ ہمیشہ زمین پر گشت کرتے اور کوئی مکان وغیرہ نہ رکھتے (۸) حضرت محمد رسول اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سا فقر کہ کئی کئی دن فاقہ سے گذر جاتے اور چولھے میں آگ تک روشن نہ ہوتی (الپیارے ولی کے پیارے حالات صفحہ ۱۶۰)

(۲) نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ کے صفحہ ۲۹۴ پر لکھتے ہیں مسیحؑ کے معنے جس کے ہاتھ لگانے سے بیمار اچھے ہوں۔ یا جس کا کہیں وطن نہ ہو ہمیشہ سیاحت میں رہے

(۳) عمدہ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۳۳ میں لکھا ہے۔ فقیل من مسیح لانہ مسیح الارض ای ذھب فیھا فلم یسکن یکون یعنی مسیحؑ اس لئے ہے۔ کیونکہ وہ زمین پر سفر کرتا تھا۔ اور ایک مقام پر نہیں ٹھہرتا تھا ؛

(۴) شہادت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتاب ابن عساکر میں حسب ذیل حدیث ہے۔ اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکانٍ الی مکانٍ لئلا تعرف فتوذی رواہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃ۔ دیکھو کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴۔ یعنی ابن عساکر حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰؑ کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰؑ تو اس ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلا جاتا کہ پہچانا نہ جائے اور تجھے ایذا نہ دی جاوے۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کے معتقد چند اشخاص تھے۔ اور باقی کل یہودی آپ کے دشمن تھے۔ اس لئے چند معتقد اشخاص کے مکانات آپ کے لئے جائے امن نہیں خیال کئے جا سکتے تھے کیونکہ وہ مکان بھی ان یہودیوں کے درمیان تھے۔ اس حدیث کے الفاظ سے یہ اشارہ نکلتا ہے۔ کہ کوئی ایسی ایذا دی گئی تھی جس کے لئے ان کو ہجرت کا حکم ہوا۔ ورنہ معمولی ایذاؤں سے چھپنے کی کیا حاجت تھی۔ ایسا ڈر نبیوں کی شان کے خلاف ہے اگر کہیں مخالفین کا ارادہ قتل بھی ہو جائے۔ تو صرف بحکم الٰہی اس مقام کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ جیسے کہ ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرنی پڑی۔ اور ایک پہاڑ کی غار میں کچھ وقت کے لئے پناہ لینی پڑی۔ اسی طرح مسیحؑ تین دن قبر میں رہا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جب مسیحؑ یہود سے ستائے گئے۔ اور یہ حکمت الٰہی صلیب سے بچائے گئے۔ تو یہ امر الٰہی بمراد تبلیغ بنی اسرائیل کے گمشدہ قبائل کے کشمیر میں تشریف لائے آخر یہاں ہی وفات پائی (مسیحؑ ہندوستان میں)

مدعیان حیات مسیحؑ خدا تعالیٰ کے خوف کو مدنظر رکھ کر غور فرماویں۔ کہ بقول آپ کے حضرت مسیحؑ ۳۳ سال زمین پر رہے۔ اور دو ہزار برس سے آسمان پر ہیں تو وہ کس طرح سیاحت کے مصداق ٹھہر سکتے ہیں بلکہ آپ کے اعتقاد کے موجب مسیحؑ کے معنے آسمان پر قیام کرنے والا ہونے چاہئیں۔ جو درست نہیں ہو سکتے ؛

تردید آریہ میں لاجواب کتابیں

کیفیت وید ۵ر ویدک توحید کا آئینہ ۲ر چشمہ ہدایت ۵ر مشین گن ۴ر حدوث روح و مادہ ۶ر – ویدوں کے اسرار ۸ر یہ چھ کتابیں آریہ سماج اور ویدوں کی تعلیم کی پوری واقفیت حاصل کرنے۔ اور آریوں کے ہر مسئلہ پر سیر کن اور مدلل اور معقول مناظرہ کرنے کے واسطے ایسی مکمل ہیں۔ کہ ایک معمولی اردو جاننے والا بھی اگر ان کا ایک بار مطالعہ کر لے۔ تو آریہ سماج کا بڑے سے بڑا لیکچرار یا پنڈت بھی اس کے سامنے پھر دم نہ مار سکیگا۔ یہ سب کتابیں یک مشت خریدنے والوں کو محصولڈاک کی رعایت ملیگی۔ اور صرف تین روپیہ دو آنہ کا وی پی آپ کے نام ہو گا۔ الگ الگ کتاب پر کوئی رعایت نہیں ملنے کا پتہ (خالد بک ایجنسی قادیان پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

مندرجہ ذیل مضمون منشی عبدالحکیم صاحب نے ایبٹ آباد سے لکھکر ارسال کیا ہے۔ یہ بھائی عرصہ تک پیغامی رہے۔ پھر خدا کے فضل نے دستگیری فرمائی۔ تو اب خلافت سے وابستہ ہوکر مبایعین میں داخل ہوئے ہیں۔ اور یہ مضمون شائع کرنے کو قلمبند فرمایا ہے (اڈیٹر)

احمدیت اور پیغامیت پر تبصرہ

اما بعد ناظرین کرام کو معلوم ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں آغاز خلافت حضرت میاں صاحب سے ایک فریق نے خلافت کو بپرستشہ کی حقیقت دیکر دارالامان مرکز جماعت مسیح الزمان سے قطع تعلق اختیار کر لیا۔ اور باوجود ان کی غلطی کے اظہر من الشمس ہوتے ہوئے انہوں نے اپنی معذوری کی آڑ متضاد اعتقادات میں لے کر تائید حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریرات کو پیش کرنا شروع کیا۔ اور آج تک وہ اسی خیال پر مُصر ہو کر عوام کو سراب کی طرح دھوکہ دے کر نعرہ تحسین کی ڈگری حاصل کر رہے ہیں۔ اگر ان کا یہ فعل حضرت اقدس کی نسبت کے بغیر ہوتا۔ تو ہمیں اس سے چنداں سروکار نہ تھا۔ لیکن اعتقادی رنگ میں اپنے دلائل کا تمسک ایک ایسی ہستی کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کے ساتھ جماعت قادیان بھی اپنے آپ کو وابستہ سمجھتی ہے۔ اور باوجود ایک ہی شخصیت کے مطیع کہلانے کے اختلاف کی لہر اپنے مخالفانہ تموج میں بہت اہمیت پیدا کر رہی ہے اس لئے ایک طالب حق کے لئے ضروری ہے۔ کہ سوچ بچار کر سچائی پر گامزن ہو۔ اور محض یک طرفہ دلائل کو وردِ زبان بناکر اپنے آپ کو حق بجانب نہ سمجھ بیٹھے راقم گذشتہ عرصہ خلافت ثانیہ میں اسی جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو پیوست کئے رہا۔ جس نے مرکز سے قطع تعلق کیا۔ لیکن کبھی تسکین قلب نہ پاکر میں نے ایسے ہلاد موقع کو باعث خوش قسمتی سمجھا جس میں بالمواجہہ ہر دو فریق کے دلائل کی ماہیت ظاہر ہو سکے اور بموجب فرمان الٰہی اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اپنی عقل کی بھی ان اعتقادات کے میدان میں ریاضت کرتا رہا۔ پس آخرالامر جس پر میری تسکین ہوئی۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگر احمدی کہلانا ہو۔ تو مرکز کے ساتھ پیوست ہو کر جماعت کے شیرازہ کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ اور صحیح اعتقادات کا مخالف کے سامنے پیش کرنا لابدی ہے۔ ورنہ ایسی احمدیت سے جس کو لاہوری جماعت نے موجودہ معتقدات و مجتہدات کے رنگ میں اختیار کیا ہوا ہے۔ علی الاعلان غیروں میں ملجانا احمدی کہلانے سے بہتر ہے۔ کیونکہ جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ یہ جماعت اسی میں اپنی مسرت و تسکین سمجھتی ہے۔ کہ غیر احمدی اس کے اعتقاد و اجتہاد کو دیکھ کر اس پر تحسین کر دیوے۔ اور بحیثیت ایک ثالث کے اس کے حق میں راستی کی قرار داد پاس کر دیوے لیکن ایک محکم الاصول اور راست گو جماعت کو اشاعت کلمۃ الحق میں نہ لومۃ لائم کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ وہ کسی بشر سے تحسین کی ڈگری لینے کی خواہشمند ہوتی ہے۔ اس قدر مختصر تمہید کے بعد میں مختصر اً عقائد و طرز عمل متعلق احمدیت کا اظہار کرتے ہوئے واقعات کی شکل میں ہر دو فریق کے عقیدہ و رویہ کو ہدیہ قارئین کرام کرتا ہوں۔ تاکہ ایک ذی عقل کو حق و باطل میں تمیز کرنے اور سچائی کے راستہ پر گامزن ہونے کی توفیق مل سکے۔

تبلیغ و ثمرہ تبلیغ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت و رسالت کے بعد جناب ابوسفیان ہرقل عیسائی بادشاہ کے ملک میں بغرض تجارت جاتے ہیں۔ آپ کی ملاقات ہرقل سے ہوئی ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بالتفصیل ہر ایک ایسے امر کی نسبت دریافت کرتا ہے۔ جس سے ایک صادق مدعی کو پہچانا جاتا ہے منجملہ ان سوالات کے ایک سوال اس کا یہ تھا۔ کہ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ یعنی جو لوگ آنحضور کی اطاعت میں داخل ہوتے ہیں۔ آیا وہ ترقی کرتے ہیں۔ یا ان کی تعداد کم ہوتی ہے۔ جس پر ابوسفیانؓ یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی تعداد روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ ان استفسارات کے بعد ہرقل بادشاہ قسم کھا کر کہتا ہے۔ کہ ایسے شخص کا مشن فیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی تمام علامات ایک راستباز مدعی نبوت کی ہیں۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ ایک راست باز آدمی کو پرکھنے کے لئے منجملہ اور دلائل و معیار ہائے کے ایک یہ بھی معیار ہے۔ کہ آیا اس کا مشن مخلوق خدا کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ یا اس سے لوگ متنفر ہو کر تعداد میں کمی پیدا کر رہے ہیں۔ اور یہ اصول مسلمہ فریقین ہے۔ جس پر زیادہ روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں یہی اصول ہم نے حضرت اقدس کی راستبازی کے متعلق معیاراً استعمال کیا۔ اور مخالف کے سامنے منقولی دلائل کے رنگ میں بطور اتمام حجت پیش کرتے ہیں۔ اب اسی اصول کو اگر دونوں جماعتوں کے درمیان معیاراً رکھا جائے تو اس سے صریحاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت قادیان روزمرہ ترقی پر ہے۔ اور اس ترقی کی سُرعت رفتار کے مقابل جماعت لاہور کی رفتار عُشر عشیر کا موازنہ بھی نہیں کرتی۔

اہل پیغام کی حق پوشی

بات صاف تھی۔ لیکن چونکہ اس دلیل سے جماعت لاہوریہ کی صداقت پر حرف آتا تھا۔ اس لئے جماعت قادیان کی سطح مرتفعہ پر ہوتے ہوئے اس اصول مسلمہ پر بھی پانی پھیرنا چاہا۔ جسکو وہ خود اپنا معمول بنائے ہوئے تھے۔ لیکن یہاں کے مذکورہ واقعات ایچا پیچی کرنے سے بھلا کوئی عقل سلیم کب تسلیم کر سکتی ہے۔ اس حجت بازی پر بھی جب دیکھا۔ کہ اس سرعت آمیز ترقی کو دیکھتے ہوئے ان [illegible] کے لئے کوئی سبیل نہیں تو پھر اپنی حقانیت [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوں اشاعت شروع کی کہ خلیفہ قادیان نے گدی بنائی ہوئی ہے۔ وہ ایک گدی نشین پیر ہے۔ جیسے اور گدی نشینوں کے پاس ہزارہا مرید جمع ہوتے ہیں۔ اسی طرح خلیفہ قادیان کے پاس بھی مرید ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ گدی نشینی اور پیری مریدی بھی ہم تسلیم کر لیتے اگر آپ خلیفہ قادیان کا موجودہ کوئی ایسا رویہ بتاتے۔ جو دوسرے گدی نشینوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔ کیونکہ ظاہر ہے۔ کہ جہاں پیری مریدی و گدی نشینی کا منظر نظر آتا ہے۔ وہاں کوئی انجمن نہیں اشاعت دین کا کوئی انتظام نہیں۔ پیر گدی نشین چلہ کشی میں منہمک ہے۔ جس کے صلہ میں اگر کوئی فیض خشک بخشا جاتا ہے۔ تو اسی قدر ہوتا ہے۔ کہ فلاں کلمہ کی اتنی ضربات دائیں طرف لگاؤ۔ اور اتنی بائیں طرف اور عوام کالانعام اسی پیران کی مہدیت اور اپنی روحانی شفاء سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن قادیان میں تو انجمن مالی انتظام کے لئے موجود ہے۔ تبلیغ و اشاعت دین کا باقاعدہ انتظام نظر آتا ہے۔ مبلغین دراز عرصہ کے لئے دور دراز بلاد میں گوشہ تجرد کا جامہ پہنے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرو نگا کا نمونہ دکھلاتے ہیں۔ اور کبھی ورد و درود پر کسی شخص کی گردن سے اشاعت اسلام کی ذمہ واری کا بیڑا اٹھتا نظر نہیں آتا۔ باقی رہا سالانہ اجتماع تو یہ قیاس گدی نشینی کی طرف منجر نہیں ہو سکتا۔ جب کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قول و فعل کی ہمیں اقتداء پائی جاتی ہے۔ اور خود مخالف اس امر کا عامل ہے۔ بس جب کہ جماعت احمدیہ قادیان کا کوئی رویہ ایسا نہیں ہے۔ جو دوسرے گدی نشینوں سے ملتا جلتا ہو۔ اور حضرت اقدس کے طرز عمل سے بیگانہ ہو۔ تو پھر محض گدی نشینی کا مذہبی جاری کرنے سے آفتاب نصف النہار انگلی کے پیچھے چھپ نہیں سکتا۔

اہل پیغام کا احمدیت سے بُعد

اگر یہ کہا جائے۔ کہ گدی نشینی اور پیری مریدی کا رنگ جماعت قادیان میں اس لئے ہے۔ کہ مرید بے چون چرا اپنے خلیفہ کے جائز و ناجائز اقوال کی تائید و اطاعت کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور کسی شخص کو احتجاج کی جرأت نہیں۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ جماعت کے شیرازہ و اتحاد کو قائم رکھنے کے لئے جب تک ایک ہستی کو اپنا مطاع نہ بنایا جائے۔ تو وہ جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ یہی راز تھا جس کو فریق مخالف نے نہ جانا۔ اور اپنے امیر کے حکم کی اطاعت و تائید کو لازم نہ سمجھا اور بعض نے ترک اطاعت سے اس قدر بُعد اختیار کر لیا۔ کہ مسلمہ عقاید احمدیہ پر بھی حرف زنی کرتے ہوئے یہاں تک اپنے خیالات کی جدید سکیم پیش کر دی کہ احمدیت کا لفظ بھی اپنے نام سے ہمیں ہٹا دینا چاہیے۔ کیونکہ اس سے فرقہ بندی کی بو آتی ہے۔ اور اس کے جواب میں حضرت امیر کو پیغام صلح میں ایک مضمون شائع کرنا پڑا۔ جس میں احمدیت کی تخصیص کو ضروری قرار دیا۔ لیکن ایسے رنگ میں کہ احمدیت کی موجودگی میں دوسرے فرق اسلامیہ کی بھی دلشکنی نہ ہو۔ جس کا ذکر بالتنقید اپنی جگہ پر آئیگا۔ پس یہ مطاع نہ ماننے کا ثمرہ ہے باقی رہا یہ کہ آپ کی نظروں میں جو خلیفہ کے اقوال قابل تسلیم نہیں۔ اور قابل اعتراض ہیں۔ اُن کی نسبت خلافت کے متبعین سے جو کہ ان کے اقوال کو قابل اعتراض سمجھتے ہی نہیں۔ یہ کہنا۔ کہ وہ اعتراض کیوں نہیں کرتے بے معنی بات ہے۔ اور یہ اعتراضات اسی جماعت لاہوریہ کے حصہ میں آئے ہیں۔ جنہوں نے مرکز سے قطع تعلق کر کے اجتہاد کی ایک عام رو قائم کر دی۔ ان کے نزدیک جو امور حضرت خلیفہ قادیان کے قابل اعتراض ہیں۔ وہ بے حقیقت ہیں۔ اگر بہ نظر امعان دیکھا جائے۔ تو اسی اعتراض کے وہ خود مورد بنتے ہیں۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب ایک شخص کو ان کی نبوت سے انکار کرتے سنا۔ تو انہوں نے ایک غلطی کا ازالہ شائع کر کے ایسے انکار کرنے والے کو راستبازی پر نہ سمجھا اور صاف تعلیم دی۔ کہ میری نبوت کا مخالف کے سامنے صاف اعتراف کرنا چاہیے۔ اس حکم و تعلیم کے شائع ہونے پر باوجود حضرت صاحب کی نبوت کا عقیدہ نہ رکھتے ہوئے اور ایسی نبوت کو بمنزلہ محدثیت یقین کرتے ہوئے جماعت لاہوریہ میں سے کسی فرد کو اس احتجاج کی جرأت نہ ہوئی۔ کہ حضرت صاحب کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا کہ نبوت جب محدثیت کے مترادف ہے تو پھر نبی کا اقرار کرنے کی کیوں تاکید کی جاتی ہے۔ اور اس وقت اس جماعت نے پیری مریدی کا رنگ دکھا کر اس حکم کو بلا حیل و حجت تسلیم کر لیا۔ مگر آج اس کی خلاف اشاعت کرنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ ہاں اگر قادیان میں کثرت الناس کا اجتماع پیری مریدی کا رنگ پیدا کر دیتا ہے۔ تو ایسی پیری مریدی ہمارے لئے موجب برکت ہے۔ اور جماعت لاہوریہ کثرت اجتماع سے اجتناب کرتی رہے۔ تاکہ پیری مریدی کا رنگ پیدا نہ ہو جائے۔

(باقی آئندہ)

تنقید

منشی فضل حسین صاحب مہاجر منیجر بک ڈپو قادیان نے امسال چند نہایت مفید اور ضروری کتابیں تالیف کر کے طبع کرائی ہیں۔ احباب کو ان کتابوں کا خریدنا اور مطالعہ کرنا بلکہ غیر مسلم تعلیم یافتہ اصحاب کو بطور تحفہ دینا بہت ہی بابرکت ہوگا۔

(۱) **موجودہ بائبل الہامی نہیں** ۔ یہ ۵۸ صفحہ کا رسالہ اچھی لکھائی اور چھپائی سے عمدہ کاغذ پر عیسائیوں کی ہدایت اور مسلمانوں کی واقفیت کے لئے طبع کرایا ہے۔ جس میں پچاس سوالوں کے ذریعہ عیسائیوں کے مستند پادریوں کی کتابوں سے موجودہ بائبل کا غیر الہامی ہونا بدرجہ غایت ثابت کیا گیا ہے۔

قیمت صرف ۴ ؍

(۲) **برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول** حصہ سوم و چہارم۔ ۹۸-۹۸ صفحہ کے نہایت مفید رسالے ہیں۔ جن میں معزز اور مشہور تعلیم یافتہ ہندو اور عیسائی صاحبان کی تحریروں اور مضمونوں سے جو مختلف کتابوں۔ رسالوں۔ اخباروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اعلیٰ اور صداقت و پاکیزگی پر شائع ہوئے تلاش کر کے ان لوگوں کی ہدایت کیلئے جمع کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ بانی اسلام علیہ السلام کی ذات بابرکات پر اپنی ناواقفی اور جہالت سے زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ قیمت فی رسالہ ۵ ؍۔ یہ دونوں رسالے بلکہ اس کے ساتھ نمبر اول و دوم بھی ہندو مسلم اتحاد کے حامیان کے واسطے باہمی اتحاد پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جو غیر مسلموں میں بکثرت تقسیم کرنا چاہیے۔ یہ سب رسالے دفتر فاروق قادیان سے بصیغہ وی پی طلب کریں۔ سب کی تقطیع نہایت خوشنما اور لکھائی چھپائی نہایت عمدہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے؟

نور افشاں کی مغالطہ دہی

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے مسیحی اپنے "خداوند یسوع مسیح" کے احکام و ارشادات پر عمل کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتے۔ وہ زبان سے اگرچہ آپ کی اتباع کا دم بھرتے اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ اپنے عمل سے وہ آپ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے۔ اور اپنی من مانی کاروائیوں کو جامہ عمل پہناتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس کا بین ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح اپنے تمام عمر حواریوں کو یہ تعلیم دیتے رہے۔ کہ انجیل سب د[نیا] کے لئے ہرگز نہیں ہے۔ اور میں اقوام عالم کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ مگر آج دنیائے مسیحیت اپنے مقدس بانی کے اس ارشاد کے صریح خلاف ساری دنیا کو مسیح کا محبت بھرا جام پلانے کے لئے کھڑی ہے۔ اور وہ علی الاعلان کہتی ہے۔ کہ نسلی اور قومی امتیاز کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مسیح تمام دنیا کے لئے یکساں پیام لے کر آیا تھا۔ چنانچہ نور افشاں (۲۲ نومبر) لکھتا ہے:۔

"ہم مسیحیوں کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ ہم ہیں جنہوں نے اس بات کا بیڑا اٹھایا ہے۔ کہ تمام دنیا کو مسیح کے جھنڈے [تلے لائیں] کتنا زیادہ اتحاد ہونا چاہیئے۔ مسیح نے اپنے تئیں پورے طور پر کسی ایک خاص قوم یا فرقہ کے ذریعہ سے ظاہر نہیں کیا۔ لیکن اس عالمگیر مسیحیت میں [ہر] ایک قوم کا ایک خاص حصہ ہے"۔

ایک کنعانی عورت کا واقعہ

ہمارا نور افشاں سے مطالبہ ہے۔ کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام تمام دنیا کی ہدایت کے لئے من عند اللہ مبعوث ہوئے تھے اور اگر انہوں نے اپنے تئیں پورے طور پر کسی ایک خاص قوم یا فرقہ کے ذریعہ سے ظاہر نہیں کیا" تو پھر انجیل کی ان مندرجہ ذیل سطور کا کیا مطلب:

"پھر یسوع وہاں سے نکل کر صور اور صیدا کے علاقے کو روانہ ہوا۔ اور دیکھو ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی۔ اور پکار کر کہا۔ کہ اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر ایک بد روح میری بیٹی کو بری طرح ستاتی ہے۔ مگر اس نے کچھ جواب اسے نہ دیا۔ اور اس کے شاگردوں نے پاس آکر اس سے یہ عرض کی کہ اسے رخصت کر دے۔ کیونکہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اس نے آکر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں۔ اس نے کہا ہاں خداوند کیونکہ کتے بھی ان ٹکڑوں میں سے کھاتے ہیں جو ان کے مالکوں کی میز سے گرتے ہیں" متی ۱۵ باب

اب آپ اس کنعانی عورت کا عجز و الحاح دیکھیں اور پھر حضرت مسیح کا وہ روکھا پھیکا جواب ملاحظہ کریں جو آپ اسے دیتے ہیں۔ اور پھر ان الفاظ پر غور کریں گے "میں اسرائیل کے گھرانوں کی کھوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا" اور پھر سوچیں کہ آیا مسیح کا پیغام بنی اسرائیل کے علاوہ دنیا کی دوسری اقوام کے لئے تھا یا نہیں۔ یقیناً عیسائیوں کو قرآن مجید کے اس بیان کی تصدیق کرنی پڑے گی۔ کہ مسیح صرف اسرائیل کے گھرانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جیسے فرمایا۔ وَرَسُولًا اِلٰی بَنِیۡ اِسۡرَآءِیۡلَ۔

پس جب "خداوند یسوع مسیح" فرما رہے ہیں کہ میں کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا" تو آج اگر نور افشاں ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ تو ہم اس کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں مسیح یورپ کے لئے نہیں آیا تھا۔ اور نہ ہی مسیح ہندوستان کے لئے بھیجا گیا۔ بلکہ وہ صرف بنی اسرائیل کے لئے آیا پس آج مسیح کا دعویٰ ہمارے سامنے کیوں پیش کیا جاتا ہے:۔

حواریوں کو نصیحت

اسی طرح مسیح علیہ السلام نے مبلغین سلسلہ کو بھی یہی نصیحت فرمائی کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ متی ۵/۱۰

پس جب مسیح علیہ السلام غیر قوموں میں منادی اور تبلیغ کرنا ناجائز قرار دیتے ہیں۔ تو آج مسیحی صاحبان کا بھلا کیا حق ہے۔ کہ وہ اس پیغام کو جو خاص اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کے لئے آیا تھا۔ تمام دنیا کے سامنے پیش کرتے پھریں:۔

ایک نبی کی پیشگوئی

یہی وہ حقیقت صادقہ ہے۔ جس کے متعلق ایک خدا کے نبی نے بھی پیشگوئی کی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے "اے بیت لحم۔ یہوداہ کے علاقے۔ تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا۔ جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا" متی ۶/۲

پس مسیح علیہ السلام کی بعثت ہم اگر جمیع عالم کی طرف درست قرار دے لیں۔ تو اس سے نہ صرف حضرت مسیح علیہ السلام کا اپنا عمل اور حواریوں کو ان کی نصیحت باطل چلی جاتی ہے۔ بلکہ ایک پہلے نبی کی پیشگوئی بھی رائگاں ہو جاتی ہے۔ اور کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح نہیں ہے:۔

حواریوں کا عمل

مگر علاوہ ان دلائل کے حضرت مسیح کے حواریوں کا اپنا عمل بھی اسی تعلیم پر تھا۔ اور وہ غیر قوموں میں تبلیغ کرنا۔ اور انہیں مسیح کا پیغام پہنچانا اپنے مقدس بانی کی حکم کی خلاف ورزی یقین کرتے تھے۔ چنانچہ چند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسولوں کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ
"پھرتے پھرتے فینیکے اور کپرس اور انطاکیہ
میں پہنچے۔ مگر یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام
نہ سناتے تھے" اعمال $\frac{11}{19}$

اسی طرح لکھا ہے۔ کہ
"رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے
سنا۔ کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا
جب پطرس یروشلیم میں آیا۔ تو مختون اس سے
بحث کرنے لگے۔ کہ تو نامختونوں کے پاس گیا
اور اُن کے ساتھ کھانا کھایا۔" اعمال $\frac{11}{1 \text{ تا } 3}$

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح کے صلیب پانے تک کے بعد حواریوں کا یہی خیال تھا۔ کہ نامختونوں اور غیر قوموں میں تبلیغ کرنا ناجائز امر ہے۔ اور اسی لئے جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا ہے۔ تو پطرس سے وہ بحث کرنے لگے کہ اس نے کیوں ایسا کیا۔ اور کیوں اس نے غیر قوموں کو خدا کا کلام سنایا۔

الغرض ان واضح دلائل سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے۔ کہ مسیحی تعلیم عالمگیر تعلیم نہیں ہے۔ اور مسیحی مذہب عالمگیر مذہب نہیں۔ پھر باوجود ان واضح ارشادات کے نور افشاں کا یہ کہنا کہ
"مسیح نے اپنے تئیں پورے طور پر کسی ایک خاص قوم یا فرقہ کے ذریعہ ظاہر نہیں کیا"
بہت ہی تعجب انگیز امر ہے۔

ایک شک کا ازالہ

بے شک مسیح علیہ السلام کا یہ ایک قول بھی انجیل میں موجود ہے۔ کہ "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ" (دیکھو متی $\frac{28}{19}$) مگر ان مندرجہ بالا بیّن دلائل کی رو سے "سب قوموں" کے معنے ہم صرف بنی اسرائیل کے مختلف فرقے مراد لینگے۔ نہ کہ تمام دنیا۔ ورنہ اسطرح انجیل کا اعتبار اُٹھ جائیگا۔ اور مسیحیوں کو اپنی زبان سے کہنا پڑیگا۔ کہ اس میں بہت کچھ اختلاف موجود ہے

اِسلام عالمگیر مذہب ہے

مگر اسلام ایسا مذہب ہے۔ جو اپنی محبت کی آواز کسی خاص خاص قوم کی طرف بلند نہیں کرتا۔ بلکہ تمام دنیا کو وہ ایک جھنڈے کے نیچے لانا چاہتا ہے۔ وہ باآواز بلند کہتا ہے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا اے نبیؐ اعلان کر دو۔ کہ تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ پھر خدائی ارشاد ملاحظہ ہو۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ہم نے تمام لوگوں کے لئے تجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ پس اگر عالمگیر مذہب اختیار کرنا چاہتے ہو۔ تو آؤ اور اسلامی جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو جاؤ۔ صرف یہی ایک مذہب ہے۔ جس کی ضیا پاش شعاعیں آج دنیا کے ظلمت کدہ کو اپنی روشنی سے منور کر رہی ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

(محمد یعقوب مولوی فاضل قادیان)

ریویوز

اللّٰہ:۔ یہ ایک نہایت ہی بابرکت رسالہ ہے جس میں مولوی احمد علی صاحب لاہوری نے خدا تعالےٰ کے اسماء حسنیٰ کی جو قرآن مجید میں آئے ہیں نفیس اور اعلیٰ تفسیر کی ہے لکھائی چھپائی ٹائیٹل رنگدار۔ دیدہ زیب۔ تقطیع نہایت موزون جو صرف ۲ کے ٹکٹ بھیجکر مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کرلیں :۔ ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین۔ دروازہ شیرانوالہ۔ لاہور۔

قابلِ افسوس شکایت

جن احباب کے نام فاروق کے وی پی بابت چندہ ششماہی دوم ۱۹۲۹ء کے ارسال ہوئے تھے۔ ان میں سے قریباً ۵۰ وی۔ پی واپس آ گئے ہیں۔ جن پر محصول ڈاک کا خرچ فاروق کو کرنا پڑا اور نقصان اٹھایا۔ واپس کرنے والے احباب اپنا اپنا چندہ معہ وی پی بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ ورنہ پھر ان کے نام وی پی جاری ہوگا۔ اور یہ بھی افسوس ہے کہ...

[illegible]

دیانندی مشن

ویداور دیانند

(۲)

اس کے بعد اخبار آریہ ویر کے نامہ نگار نے آریہ سماج کی تعریف کرتے ہوئے ہے۔ کہ اگر کسی جماعت نے دنیا کے اندر امن و امان کو قائم کیا۔ اور پریم اور محبت کی تعلیم سکھائی تو وہ آریہ سماج ہے۔ اور اس کے مقابل میں اسلام کی تعلیم پر استہزا اور مخول کیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم ان کلمات کو جو کہ مہاشہ جی نے آریہ سماج کی تعریف میں کہے ہیں۔ واقعات کی کسوٹی پر پرکھیں۔ اور دیکھیں کہ جو الفاظ مہاشہ جی نے آریہ سماج کی تعریف میں لکھے ہیں۔ کیا واقعی طور پر اس کی وہ مستحق ہے۔ میرا جہاں تک خیال ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب خواہ وہ سناتن دھرمی ہوں۔ یا عیسائی خواہ مسلمان ہوں۔ یا سکھ وہ جینی ہوں یا برہمو سماجی۔ اور دیو سماجی اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں۔ کہ اگر دنیا میں کسی نے امن کی ہستی کو مٹایا ہے تو وہ آریہ سماج ہے۔ جب سے آریہ سماج نے جنم لیا ہے۔ اُسی وقت سے ملک کے اندر فتنہ و فساد کا بازار آئے دن گرم رہتا ہے۔ اور ان کے فتنہ و فساد نے یہاں تک ترقی کی ہے۔ کہ مجبوراً بعض آریہ سماجی دوستوں کو بھی آریہ سماج سے علیحدگی کے وقت اقرار کرنا پڑا کہ واقعی آریہ سماج دنیا کے امن کو برباد کرنے کی ایک جماعت ہے۔ جس میں داخل ہونے والے کی عزت خطرے سے خالی نہیں ہے۔ چنانچہ چند ایک مشہور دیانندی مہاشوں کی آراء نیچے لکھتا ہوں:۔

پہلی گواہی

"بھائی بھائی سے جدا ہو رہا ہے کسی شخص کو اپنی عزت محفوظ نظر نہیں آتی۔ غیر ذمہ دار اپنے سے چند عمر کے بزرگوں کی پگڑی اتارنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں"

(اخبار سیتہ ہو اگست ۱۹۰۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسری گواہی

لالہ گوسی رام صاحب لکھتے ہیں کہ جن کا نام ہم نے بھجن رکھا ہے وہ کیا ہیں۔ محض عیسائیوں مسلمانوں اور ہندوؤں کے مذہبی عقاید و مسائل پر ناواجب حملوں کا گندے الفاظ میں مجموعہ بجائے اس کے کہ وہ راگ کی امداد سے آتما کو پرماتما کی یاد میں محو کریں۔ وہ اسے حقارت اور عناد کی گندگی اور سڑی ہوئی نالی میں دھکیلتے ہیں۔ (پرکاش ۱۴ نمبر ۱۹۰۹ء)

تیسری گواہی

آریہ اخبار مارتنڈ کا ایڈیٹر لکھتا ہے کہ دھرم پال کا چند آریہ سماج کے ممبروں کو تیرہ اعلانیہ سماج میں نئی بات نہیں ہے۔ جس سماج میں سے برگزیدہ شخص کو کل کے لونڈے بوچڑ۔ قصائی، اور پاپی ایسی باز کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ جس سماج تبلیغی اخبر خواہ کی لمبی داڑھی پکڑنے کا حوصلہ ذرا ذرا سے چھوکروں کو ہو گیا۔ وہ سماج کیسے مہذب ہو سکتی ہے۔ دھرم پال جھوٹ نہیں لکھتے جن کو منشی رام نے بانس پر چڑھایا تھا۔ وہی ان کو اپنے خاص خیال سے مخالف پاکر بے ایمان و مکار کہا کرتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ ہنسراج کو ماتس خور تو کہتے ہی تھے۔ شراب خور بھی کہنے لگ گئے ہیں یہی حال اور بزرگوں کی عزت و آبرو کا ہے۔ بھلا جہاں یہ حال ہو وہاں کوئی بھلا مانس کیسے داخل ہونے کی جرأت کرے۔ تعجب تو یہ ہے۔ کہ آریہ سماج کو آریوں کا مجمع کہنا ہی غلطی ہے جہاں تہذیب نہ ہو۔ جہاں سے اخلاق نے کوچ کا ڈنکا بجا دیا ہو۔ جہاں بڈھوں کی رائے نہ چلتی ہو۔ اس کو مہذب گروہ کہنا اگر غلطی نہیں تو اور کیا ہے (مارتنڈ ۱۵ مئی ۱۹۱۰ء)

مہاشہ جی یہ چند شہادتیں لکھ کر میں نے بتایا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج جس کی تعریف کرتے ہوئے۔ تم نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے۔ خود آریہ سماجی اس کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کے بعد میں دیگر مذاہب کی گواہی پیش کرتا ہوں۔ کہ وہ آریہ سماج کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے شہادت ان کے ایک قریبی مذہب یعنی سناتن دھرمی کی لکھتا ہوں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کے قریبی دوست تم کو کس نظر سے دیکھتے ہیں:

آریہ سماج سناتن دھرمیوں کی نظر میں

آریہ سماج کیا ہے۔ الّوؤں کو پھنسانے کا جال۔ رنڈیوں کا وبال عورتوں کی نمائش۔ بدمعاشوں کی فرمائش جنٹلمینوں کا جمگھٹا۔ حیوانوں کی دوکان آزادی کی شمشان۔ ایرے غیرے نتھو خیرے کا میدان نہ کرم نہ کانڈ نہ یسر جیسے پانڈی گیرو دستر دھاری نام کے برہمچاری کام کے وبھچاری کا لیوں کا امتحان دھوکے بازی کا سرٹیفکیٹ۔ مطلب پرستی کا اسکول فیس داخلہ بزرگوں کو گالیاں دینا ان کو بیوقوف بنانا تعلیم مغربی تہذیب عیسائیت کا پرچار سماج کیا ہے۔ ڈھکوسلا ہے۔ جہاں دو چار بدمعاش آدمی اکٹھے ہو گئے۔ ایک سماج بنا ڈالا کسی پبلک کار خدمت کے نام پر چندہ اکٹھا کر کے گلچھرے اڑانے لگے۔ پبلک کے تو پیسے لگیں اور یاروں کے پو بارہ پانچوں گھی میں۔ اور چھٹا سر کڑاہی میں والا مسئلہ ہو گیا۔ کہیں پتری پاٹھ شالہ کھول کر ان کو مغربی تہذیب سکھا کر۔ آنکھوں پر عینک۔ اونچی ایڑی والے بوٹ رسٹ واچ۔ کمپنی باغ۔ اور پارکوں کی سیر کرنا سکھا کر ستیا اور ساوتری کے خاندان کو بدنام کرنے کے سامان پیدا کر دئے۔

کسی نو اپدیشک اور سیکرٹری بنا کر بیوقوف بنانا شروع کر دیا۔ پیسے ان سے لے کر لڑکوں میں ناستکتا کا پرچار شروع کر دیا۔ کسی کو پڑھا یا تیرا باپ گدھا تھا۔ کسی کو سکھلایا کہ تیرا باپ بیٹو تھا۔ اور ان کو گستاخ بنا کر بچارے بھولے بھالے بچوں کی زندگی خراب کرنی شروع کر دی المختصر آج کل کی سماج عموماً ایک کا مجموعہ ہے۔ جس تھالی میں کھائے اسی میں چھید کرے:۔

(پنڈت محمد عمر شرما مولوی فاضل)

اطلاع

خریداران فاروق کی نئی چٹیں سال رواں کے واسطے چھپوائی جا رہی ہیں۔ اگر کسی خریدار کا پتہ غلط ہو یا تبدیل کرانا چاہیں۔ تو جلدی ڈاک دفتر فاروق میں لکھ کر بھیج دیں

آریہ سماج کی موت

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں :: ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

رسول۔ بانی مسیح قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسوقت جبکہ آریہ سماج اپنے جوبن پر تھی۔ اور تمام دنیاوی ساز و سامان کے ساتھ آراستہ و پیراستہ تھی۔ یہ فرمادیا تھا۔ کہ آریہ سماج جس مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ اس میں ناکامیابی کا منہ دیکھیگی۔

خار و گل دونوں کو اپنے بانکپن پر ناز ہے
دیکھئے رہتا ہے کس کے ہاتھ میدان بہار

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور کانوں سے سن رہے ہیں۔ کہ آریہ سماج رواجاً۔ مذہباً۔ اخلاقاً۔ اور اعتقاداً مر چکی ہے۔ اور اپنے کئے کی سزا پا رہی ہے۔

اب میں صرف آریہ سماج کی موت کے متعلق صرف آریہ سماجی حضرات کی شہادتیں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں؟

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

آریہ سماج میں ویدوں سے نفرت

آریہ سماج کی بدنصیبی کہ جس پیا کے وصل کو اس کا دل تڑپتا تھا۔ جس موہنی مورت کے درشن کو اس کی آنکھیں منتظر تھیں۔ وہ اسے پراپت نہ ہوئی۔ پر نہ ہوئی۔ نہ صرف پنڈت ہرسچندر اور اندر جی نے آریہ سماج کو فروعی درجہ دیا۔ نہ صرف گورو کل ماتا کے ہونہار لال ہریش چندر نے دید پرچار کی جگہ پولٹیکس دیوتا کی اپاسنا کی۔ اور اس دیوتا کی سدھی میں اپنا نشان مٹا دیا۔ نہ صرف پنڈت اندر جی پولیٹکل میدان میں جا کودے اور گل کھیلے۔ بلکہ خود سوامی شردھانند جی نے بھی سوراجیہ کی دیوی پر بھینٹ ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کئے بغیر چارہ نہ سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آندھی کے زور نے آریہ سماج کے پاؤں اکھیڑ دئے۔ وہ عالمگیر ویدک دھرم کی سکیم۔ وید کا ناد بجانے کے ارادے منش جاتی کے حقیقی پائیدار شبہ خیال برہم چریہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سہرت سے اندر … یون کو وش میں کر کے اصلی سوتنترتا پانے کی خواہش سب ملیا میٹ ہو گئیں۔ کیا کام کرنا تھا ہم کیا پڑ گئے تھے۔ سب کچھ بھولا۔ لالہ لاجپت رائے جیسا وید بھگت زبردست دلائل و اثبات سے وید کو ایشوری گیان سدھ کرنے کے بعد پولیٹکل دیوتا ہو جاتا۔ اور وید کے انیشورکت ماننے سے پہلوتہی کرتا ہے۔ آریہ سماج اور وید کا آئینہ بھگت ڈاکٹر ستیا پال وید مندر کی بجائے پولیٹکل دیوتا کا شیدائی بنا بیٹھا ہے۔

آریہ سماج کے صد ہتیشی اور کام کرنے والے پردھانوں کے قابو کر کے ویدک دھرم کو بیٹھ دکھا گئے۔ پرش ہی کیا دیو الکے لئے بھی آریہ سماج کے اصلی کلیان کاری کام میں شردھا نہیں رہی۔ نوجوانوں کے اندر مذہب کیا اور دھرم کیا سب سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔ آریہ سماج کا سوس اور فیض پہنچانے والا مشن جو نہایت گہری دلچسپی اور ہر طرح کی حقیقی قربانی کا مستحق تھا۔ وہ محض دل لگی اور نمائش کا ذریعہ بنتا جا رہا ہے۔" (آریہ ویر لاہور ۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء)

ایڈیٹر ملاپ کی شہادت

لاہور کا آریہ اخبار ملاپ روزانہ آریہ سماج کی حالت زار بیان کرتا ہے کہ "آریہ سنتان ویدوں پر۔ ویدوں کے معتقدوں پر۔ … پر تمسخر کرتی ہے۔ اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وید کا نام سن کر ان کا اسپنہ ہیٹ جاتا ہے چہرہ لال ہو جاتا ہے۔ آنکھیں غصہ سے بھر جاتی ہیں۔ اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وید کے نام لیوا لینے والوں کا سر کچل دیا جاوے۔" (ملاپ ۱۷ نومبر ۱۹۲۹ء ص ۲ کالم ۱)

بیچارے آریہ دیس کی نہیں

ایک دفعہ سادھو سوامی جی نے مجھے پریم سے کہا۔ کیا آپ بیس نوجوان آریہ ایسے دے سکتے ہیں۔ جنکا جیون رشی کی بنیاد ہو گا ہمدھی کے مطابق ہو۔ میرا سر شرم سے جھک گیا۔ نوجوان تو کیا۔ میں بوڑھے بھی نہیں دے سکتا تھا (آریہ ویر ۱۷ نومبر)

آریہ لٹریچر کو سمندر میں ڈبو دو

"پنڈت جواہر لال صاحب کی رائے میں سمرتی اور پرانا لٹریچر سب بیہودہ ہے۔ اس سب کو سمندر میں ڈبو دینا چاہئے۔ ہمارے ہندو ویلیڈ رکھتے ہیں۔ دھرم کو چھوڑ دو یہ سب پرانی فضول باتیں ہیں۔" (از اخبار ہندو ۱۱ نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۸ کالم ۱)

اس دھرم کو جلا دو

شاستری جی پیارے (پیاری) تم جانتی ہو شاستروں میں کیا لکھا ہے۔ پر یہ تم نے ابھی تک پتی دھرم نہیں سیکھا۔ للتا (شاستری جی کی دھرم پتنی یعنی بیوی) بس بس چپ رہو۔ اپنے اس بناوٹی دھرم کو دیا سلائی لگا دو۔ جس نے میرا ایڈجسٹمنٹ کر دیا ہے۔ جاؤ یدی داگ تمہیں کچھ بھی شرم ہے تو اپنے اس ناپاک دھرم کے ساتھ جل مرو۔" (از اخبار ابلا لاہور ۲۴ نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۸ کالم ۲)

نکمے آریہ

جس سے ملو یہی رونا سننے میں آتا ہے۔ کہ بس جی آج سے تیس چالیس برس پہلے آریہ سماجی یہ تھے وہ تھے۔ اب سب بیڑا جیت ہو رہا ہے۔ نہ شردھا ہے نہ بھگتی۔ نہ کرم کانڈ نہ آچار۔ نہ وید پاٹھ۔ آپس میں پریم نہیں پرتیتی نہیں۔ باہمی بغض و عداوت روزمرہ پر ہے۔ منتوں اور پارٹیوں کا زور ہے۔ سدھانتوں کا پرچار۔ اور کھنڈن منڈن ترک کیا ہوا ہے۔ کیا نکمے ہی آریہ سماجوں میں گھسے آئے ہیں۔ جنہیں اپنے فکوں کے مقابلہ میں آریہ سماج کے سدھانتوں کی شمہ بھر بھی پرواہ نہیں۔" (آریہ ویر کا آریہ سماج نمبر ۲۲ نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱ کالم ۱)

آریہ سماج میں پارٹی بازی

"کسی دھرم میں شردھا، خواہش اور استقلال پیدا کرنے کے لئے روحانیت کی تعلیم سب سے سادھن (ذریعہ) ہے۔ مگر آریہ سماج کی مشغولیت نے اس کو بہت کم فرصت دی۔ کہ وہ روحانیت کی طرف متوجہ ہو سکے۔ اور پریکٹیکلی طور پر اس کو لوگوں کے سامنے رکھ سکے۔

اس کے علاوہ وہ پارٹی بازی کی وبا نے آریہ سماج کے کرۂ ہوائی کو جہاں تک خراب کیا۔ کہ اب … پارٹیوں سے تجاوز کر کے ہر جگہ پارٹی در پارٹی کا شکار ہو رہی ہے جس سے عوام کا آریہ سماج میں داخل ہونا تو ایک طرف رہا۔ شریف آدمیوں کا آریہ سماج کے اندر رہنا ہی مشکل ہو رہا ہے۔"

(پنڈت دیو پرکاش جی امرتسری اخبار آریہ ویر ۲۶ دسمبر ۱۹۲۹ء)

ایک نایاب کتاب

حجج الکرامہ فی آثار القیامہ۔ مصنفہ نواب صدیق حسن خاں رئیس بھوپال نہایت نایاب کتاب ہے۔ جو علامات قیامہ نزول مسیح۔ اور مہدی اور خروج دجال کے متعلق نہایت جامع ہے۔ یہ کتاب نہایت سلیس فارسی زبان میں ہے۔ جو سنہ ۱۲۹۱ھ میں مصنف نے اپنے مطبع شاہجہانی بھوپال میں طبع کرائی۔ اس کا ایک کامل نسخہ مجلد ہمیں دستیاب ہوا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ اگر کسی شائق کو مطلوب ہو۔ تو مبلغ دس روپیہ میں مل سکتی ہے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار ہو گا۔ صرف ایک ہی نسخہ ہے۔ دفتر فاروق سے طلب کریں۔

تذکرۃ الشہادتین

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے بہا تاریخی تصنیف لطیف ہے جس میں شہید اکبر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادت کابل کے واقعات حضرت اقدس علیہ السلام نے رقم فرمائے ہیں۔ اسکے پہلے ایڈیشن کا ایک نسخہ جو حضور نے خود طبع کرایا تھا۔ دستیاب ہوا ہے۔ شائق کتاب کو دو روپیہ میں علاوہ محصولڈاک ملیگی۔ جلد طلب کریں۔ دفتر فاروق سے بذریعہ وی پی منگالیں۔ ورنہ پھر نہ ملیگا۔

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے باہتمام خود طبع کرا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)